یاغوثِ معظم، نورِ ہدیٰ، مختارِ نبی، مختارِ خدا
سلطانِ دو عالم، قطبِ علی، حیراں زجلالت ارض وسما

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

# شانِ غوث اعظم


مؤلف:

فقیہ العصر مفتی ابوبکر صدیق القادری الشاذلی حفظہ اللہ



طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عرضِ مؤلف

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلاۃ والسلام علی سیّد الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وأصحابہ وأولیاء ملتہ أجمعین.

امابعد! حضور پیرانِ پیر دستگیر روشن ضمیر غوث الثقلین شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل یہ رسالہ مشہور ومعتبر کتاب "بہجۃ الاسرار" از علامہ نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کردہ ہے؛ لہٰذا راقم الحروف نے ہر واقعہ کا حوالہ مع صفحہ نمبر لکھنے سے گریز کیا ہے، البتہ جسے تحقیق مطلوب ہو وہ "بہجۃ الاسرار" اور اس کی تلخیص "زبدۃ الآثار" از شیخِ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کرسکتا ہے اور اس میں پیش کردہ اشعار امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ مجموعے ''حدائقِ بخشش'' سے لئے گئے ہیں۔

اس رسالے کو تالیف کرنے کا مقصد وحید ثناء خوانِ بارگاہ غوثیت مآب میں اپنا نام درج کروانے کے سوا کچھ نہیں۔

واللہ أعلم بحقیقۃ الحال، ھو حسبي والیہ مآب وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العلمین.

فقیر درگاہ غوثیت مآب

محمد ابوبکر صدیق قادری شاذلی

کیم ربیع الثانی ۱۴۳۰ ہجری



### تعارف:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسمِ گرامی عبدالقادر، آپ کی کنیت ابو محمد اور آپ کے القاب بے حد و بے حساب ہیں، فضلِ خداوندی سے آپ کو محی الدین (دین کو زندہ کرنے والا) کا خطاب عطا ہوا، پاک و ہند میں عموماً آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غوث الاعظم، پیرانِ پیر دستگیر اور دیگر القابات سے یاد کیا جاتا ہے، بحرِ معرفت کے غواص، آپ رحمہ اللہ کو محبوبِ سبحانی، قطبِ ربّانی، غوثِ صمدانی، شہبازِ لامکانی، تاج العارفین، سلطانُ الاولیاء اور امامُ الاصفیاء وغیرہا القابات سے یاد کرتے ہیں، علمائے شریعت آپ رحمہ اللہ کا تذکرہ شیخ الاسلام، حامی سنت، ماحی بدعت وغیرہا جیسے مقدس القابات سے کرتے ہیں۔

### ولادت ونسب:

نبوی مینھ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول! حسینی ہے مہکنا تیرا
نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل
حسنی چاند! حسینی ہے اجالا تیرا
نبوی خور، علوی کوہ، بتولی معدن
حسنی لعل! حسینی ہے تجلا تیرا

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ ہجری میں ایران کے ایک علاقے جیلان میں ہوئی، آپ نجیب الطرفین سید ہیں یعنی آپ کے والدِ گرامی اور والدہ محترمہ دونوں سید ہیں، والدِ گرامی کی جانب سے آپ کا سلسلۂ نسب نواسۂ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جنتی جوانوں کے سردار حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے اور والدہ ماجدہ کی جانب سے آپ کا سلسلۂ نسب سید الشہداء شہیدِ کربلا حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

## آپ کا حلیہ مبارکہ:

مصطفیٰ کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مری جاں جلوۂ زیبا تیرا

آپ نحیف البدن اور درمیانہ قد وقامت کے مالک تھے، سینہ چوڑا، گھنی دراز ریش مبارک، سرخ وسفید رنگ، پیوستہ ابرو، بلند آواز، بارعب کلام اور گفتگو میں بے پناہ اثر تھا۔

## آپ کا بچپن:

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ مادرزاد ولی تھے، بچپن میں جس زمانے میں آپ اپنی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پی رہے تھے اُس زمانے میں جیلان میں رمضان کے چاند کے حوالے سے لوگوں میں اختلاف ہوا، آخر کار فیصلہ اس بات پر ہوا کہ سادات کے گھرانے میں پیدا ہونے والے بچے نے اگر دن بھر اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا تو ماہِ رمضان ہے ورنہ نہیں، آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں جب میں مدرسہ جایا کرتا تھا تو میں غیب سے آوازیں سنا کرتا تھا کہ ''اے لوگو! اللہ کے ولی کے لئے جگہ چھوڑ دو'' اور کبھی گھر سے باہر نکلتا تو غیب سے سنتا کہ کوئی کہہ رہا ہے ''اے برکت والے میری طرف آجاؤ'' آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنی زمینوں میں کھیتی باڑی کرنے کے لئے ہل بیل لے کر چلا، جب بیل کو ہانکنے لگا تو اس نے پیچھے مڑ کر مجھے دیکھ کر کہا ''اے عبدالقادر! نہ تو تم اس کام کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور نہ ہی تمھیں اس کا حکم دیا گیا ہے'' چنانچہ میں یہ بات سن کر گھر واپس آ گیا۔

## تعلیم وتربیت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ کے گھر ہی میں ہوئی، مزید تعلیم کے لئے



آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس وقت بغداد کا انتخاب فرمایا کہ اُس زمانے میں شہر بغداد علم کا گہوارہ تھا اور زمانے کے بڑے بڑے علماء واولیاء بغداد میں سکونت پذیر تھے، آپ نے اپنی والدہ محترمہ سے اجازت لے کر بغداد کا سفر اختیار فرمایا، آپ کی والدہ نے آپ سے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد لیا جسے آپ نے ہر حال میں نبھایا، اسی عہد کی وفاداری کی وجہ سے ڈاکوؤں کے خوفناک وخونخوار گروہ نے دورانِ سفر آپ کے ہاتھ پر سچی توبہ کی اور تمام قافلے والوں کی جان ومال بچ گئے۔

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بغداد میں داخلہ:

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں ۴۸۸ ہجری میں تشریف لائے، اس وقت سلاطینِ عباسیہ میں سے مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ تخت نشین تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں تشریف لانے کے بعد مشہور بزرگ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں داخل ہوئے، جس زمانے میں آپ بغداد تشریف لائے اس وقت مسلمان سیاسی، سماجی، دینی بلکہ ہر طرح کی پستی کا شکار تھے، حکمران آپس میں لڑتے رہتے تھے، عوام اخلاقی اعتبار سے پستی کی گہرائیوں میں گر چکی تھی، قتل وغارت گری اور دن دھاڑے لوٹ مار عام تھی، لوگوں کے لئے بھوک وافلاس کی وجہ سے زندگی گزارنا دوبھر ہو چکا تھا، مختلف قسم کے گمراہ فرقوں نے سر اُٹھالیا تھا جو اسلام کی بیخ کنی میں مصروف تھے، یہود ونصاریٰ مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے تیار تھے، قبلۂ اول پر عیسائیوں کا قبضہ ہو چکا تھا، الغرض آئے دن حالات بد سے بدتر ہوئے جا رہے تھے، بہر حال ان دگرگوں حالات میں آپ نے نہایت صبر واستقلال سے نا صرف علمِ دین حاصل کیا بلکہ اس میں درجۂ کمال کو پہنچے۔

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وعظ کا حکم:

جب آپ کے شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردِ رشید سیدنا شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں علمی ترقی اور قوت اصلاح کو محسوس فرمایا تو آپ کو وعظ کا حکم دیا، ابتداءً آپ رحمہ اللہ تعالیٰ وعظ کی جانب کم التفات رکھتے تھے مگر ایسے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوئے اور ان کی معیت میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ عبدالقادر لوگوں میں وعظ کرو، آپ نے عرض کی: حضور! میں عجمی ہوں اور سننے والے عربی ہیں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں سات مرتبہ لعابِ دہن ڈالا پھر تشریف لے گئے، پھر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی اسی طرح چھ مرتبہ لعابِ دہن ڈالا، آپ نے چھ مرتبہ لعابِ دہن ڈالنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی وجہ سے میں نے چھ مرتبہ ہی پر اکتفاء کیا ہے۔

## مجلسِ وعظ کی کیفیت:

جسے مانگے نہ پائیں جاہ والے
وہ بن مانگے تجھے حاصل ہے یاغوث

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خصوصی نظرِ کرم ہونے کے بعد آپ نے جو وعظ فرمائے وہ ایسے فصیح و بلیغ تھے جسے سن کر ماہرینِ ادب متحیر ہوجاتے تھے اور ان میں وہ اثر انگیزی تھی کہ لوگ خوفِ خدا کی وجہ سے کپڑے پھاڑ لیتے، گناہ گار تائب ہوجاتے، کافر اسلام قبول کر لیتے اور عشاق اپنی جانوں کو فدا کر دیتے تھے، آپ کی محافلِ وعظ کی برکت سے پانچ ہزار سے زائد یہودیوں نے اسلام قبول فرمایا، آپ کی اس مجلسِ وعظ میں انبیاء علیہم السلام اور ماضی کے اولیائے کرام کی ارواحِ طیبات تشریف لاتی تھیں، آپ کے دور کے زندہ اولیاء سروں کو جھکا کر دور و نزدیک سے آپ کا وعظ سنا کرتے تھے، جو اولیائے کرام دور دراز کے شہروں میں ہوتے ان میں سے بعض اپنے مریدین کو کسی گھر پر جمع کر لیتے اور اس گھر میں بیٹھ کر میلوں کے فاصلے سے اُسی طرح آپ کا وعظ سنا کرتے تھے جس طرح حاضرینِ محفل سنا کرتے تھے، ایک مرتبہ دورانِ وعظ آپ کے عمامہ شریف کا ایک پیچ کھل گیا، جب حاضرینِ محفل نے یہ دیکھا تو سب نے اپنے عمامے اور ٹوپیاں اتار کر آپ کے قدموں میں ڈال دیں، محفل کے اختتام پر جب سب کے عمامے و ٹوپیاں واپس کئے جانے لگے تو آخر میں ایک دوپٹہ بچ گیا، محفل میں چونکہ کوئی خاتون نہیں تھی اس لئے سب لوگ اس دوپٹے پر حیران تھے کہ یہ کہاں سے آگیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو حیران دیکھ کر فرمایا کہ ہماری ایک بہن ایران سے ہمارا وعظ سن رہی تھیں جب اس نے ہمارے عمامے کا پیچ کھلا دیکھا تو اس نے بھی ادباً اپنا دوپٹہ ہمارے قدموں میں ڈال دیا پھر آپ نے وہ دوپٹہ اپنے دوشِ مبارک پر رکھا تو وہ خود بخود وہاں سے غائب ہوگیا یعنی جس کا تھا اس کے پاس پہنچ گیا، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا وعظ ہمیشہ قرآنِ عظیم کی آیات کی تفسیر اور صحیح احادیث کی تشریح پر مبنی ہوا کرتا تھا، آپ احادیثِ مبارکہ کی تشریح ظاہری شریعت کے مطابق فرمانے کے ساتھ ساتھ روحانی تشریح بھی فرمایا کرتے تھے، آپ کے مواعظِ حسنہ کی بدولت لوگوں کی اخلاقی حالت درست ہونے لگی یہاں تک کہ وقت کے حکام بھی آپ کے مواعظ سے مستفید ہوکر راہِ راست پر آگئے۔

## آپ کی تدریس:

جو تیرا طفل ہے کامل ہے یا غوث
طفیلی کا لقب واصل ہے یا غوث
تصوف تیرے مکتب کا سبق ہے
تصرف پر ترا عامل ہے یا غوث

شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مدرسہ کی ذمہ داری آپکے

خلیفۂ صادق حضور سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کی گئی، چنانچہ آپ مسندِ تدریس وافتاء پر فائز ہوئے، آپ کی اثر انگیز شخصیت، علم دوستی اور طلباء کے ساتھ خیر خواہی کی وجہ سے طلباء جوق در جوق آپ کے حلقۂ درس میں آنے لگے، جب طلباء کی کثرت ہوئی تو آپ نے اردگرد کے مکانات کو اغنیاء کے ذریعے خرید کر مدرسہ کو توسیع دی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درس کے لئے کوئی مخصوص کتاب ترتیب نہ دی تھی بلکہ لوگوں کو براہِ راست قرآن وسنت کی تعلیم دیا کرتے تھے، حضرت شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تدریس کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ”آپ اپنے مدرسہ میں تدریس وفتویٰ نویسی کے کام میں منہمک رہتے اور وعظ ونصیحت کے دریا بہادیتے، آپ کے حلقۂ درس میں وقت کے جید علمائے کرام، فقہائے اعلام اور صالحین امت جمع ہونے لگے اور آپ کے کلام سے استفادہ کرنے لگے، طلبائے علم دنیا بھر سے آپ کی مجلس میں آتے اور کامل بن کر نکلتے مریدانِ عراق آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے، طلباء علومِ دینیہ جو مختلف مدارس سے تحصیلِ علوم کرکے آتے وہ بھی آپ کے کثرتِ علوم سے فائدہ اٹھاتے، آپ کے مدرسہ میں ہر روز ایک درس، تفسیر قرآن کا، ایک تشریحِ حدیث کا، ایک مذہبیات کا اور ایک اصول ونحو کا ہوتا تھا، ظہر کے وقت قرأتِ قرآنِ پاک کا درس ہوتا تھا جس میں آپ حقائق کے خزانوں کی کنجیاں تقسیم کرتے تھے، معارف واسرار الٰہی کی راہیں آپ کے فیض سے کھلتی تھیں، آپ کے حلقۂ درس سے علم وعمل کے منتہی استفادہ کرتے تو وہ علم وحکمت میں قطبِ وقت سمجھے جانے لگتے، آپ کے ہاں معقولات، منقولات اور دیگر علوم کے چشمے پھوٹتے تھے، آپ کے شاگردوں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیض سے قول وفعل اور تصنیف وتالیف میں بڑی مدد دی اور انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں، بڑے فوائد املا کئے۔

## آپکا تجرِ علمی:

آپ قرآنِ عظیم اور سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کا نہ صرف وسیع علم رکھتے تھے



بلکہ اپنے زمانے کے تمام علماء پر فوقیت رکھتے تھے، آپ کے علم کی گہرائی کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ شیخ یوسف بن امام ابو الفرج جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حافظ احمد بندلجی نے بتایا کہ میں آپ کے والد ابو الفرج جوزی رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا، قاری نے قرآن کی آیت پڑھی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک تفسیر بیان کی، میں نے آپ کے والد سے کہا کہ کیا اس تفسیر کو جانتے ہو؟ تو فرمایا: ہاں، پھر شیخ نے ایک دوسری تفسیر بیان کی تو میں نے آپ کے والد سے کہا کہ کیا اس تفسیر کو جانتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہاں، شیخ نے اس آیت کی گیارہ توجیہات بیان کیں، میں آپ کے والد سے پوچھتا رہا کہ کیا آپ اس کو جانتے ہیں وہ ہر مرتبہ کہتے رہے ہاں، پھر شیخ نے ایک اور توجیہہ بیان کی تو میں آپ کے والد سے پوچھا جانتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں حتی کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کامل چالیس توجیہات مختلف علماء کے ناموں کے ساتھ بیان کیں اور آپ کے والد کہتے رہے کہ مجھے اس توجیہہ کا علم نہیں، مجھے اس توجیہہ کا علم نہیں اور آپ کے والد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وسعتِ علم کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

## آپ کی عبادت وریاضت:

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

شیخ عارف ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی چالیس سال خدمت کی، اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے اور جب آپ بے وضو ہوتے اسی وقت وضو کرتے اور دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتے تھے، آپ کا یہ حال تھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی خلوت میں داخل ہوتے

آپ کے ساتھ اور کوئی نہ ہوتا تھا اور حجرہ سے سوائے طلوعِ فجر کے وقت کے نہ نکلتے تھے، مَیں آپ کی خدمت میں چند راتیں سویا، آپ کا یہ حال تھا کہ رات کے ابتدائی حصے میں کچھ نفل پڑھتے، پھر ذکر کرتے، یہاں تک کہ ایک تہائی حصہ گزر جاتا تو آپ یہ کہتے: المحیط الربّ الشہید الحسیب الفعّال الخالق البارئ المصور (احاطہ کرنے والا، رب، گواہ، کفایت کرنے والا، حساب لینے والا، کام کرنے والا، خالق، پیدا کرنے والا، صورت بنانے والا) پھر کبھی آپ کا جسم لاغر ہوجاتا اور کبھی بہت بڑا ہوجاتا، کبھی ہوا میں بلند ہوجاتے یہاں تک کہ میری نگاہ سے اوجھل ہوجاتے پھر کبھی اپنے قدموں پر کھڑے ہوتے اور قرآن شریف پڑھتے یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا اور سجدے بڑے طویل کرتے تھے، اپنے چہرہ کو زمین سے ملاتے پھر مراقبہ میں مشاہدہ میں طلوعِ فجر کے قریب تک متوجہ ہوکر بیٹھے رہتے پھر دعا مانگتے عاجزی اور نیاز میں لگے رہتے اور آپ لوگوں کی نظر سے غائب ہوجاتے اور میں ان کے پاس یہ غیبی آواز سنتا تھا: السلام علیکم اور آپ اس کا جواب دیتے یہ سلسلہ رہتا یہاں تک کہ صبح نماز کی طرف نکلتے۔

سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مَیں عراق کے جنگلوں میں پچیس سال تک تنہا پھرتا رہا، نہ مَیں مخلوق کو پہچانتا تھا اور نہ وہ مجھے پہچانتے، میرے پاس رجال الغیب اور جنات آیا کرتے تھے مَیں ان کو اللہ عز وجل کا طریق پڑھایا کرتا تھا اور خضر علیہ السلام نے میرے عراق میں داخل ہونے کے وقت مجھ سے ملاقات کی تھی، اس سے پہلے میں ان کو نہ پہچانتا تھا، انھوں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ مَیں ان کی مخالفت نہ کروں گا پھر انھوں نے مجھے ایک مقام پر بیٹھنے کے لئے کہا: مَیں اس مقام پر تین سال تک بیٹھا رہا، وہ ہر سال میرے پاس آتے اور کہتے یہاں ہی بیٹھے رہو یہاں تک کہ مَیں دوبارہ تمہارے پاس آؤں، اس دوران دنیا اور اس کی خوبصورتیاں میرے پاس عجیب شکلوں میں آتیں لیکن مجھ کو



میرا پروردگار اس کی طرف توجہ کرنے سے بچاتا، شیاطین میرے پاس مختلف ڈراؤنی شکلوں میں آتے تھے اور مجھ سے لڑتے تھے لیکن خدا تعالیٰ مجھے ان پر غلبہ دیتا تھا، میرا نفس میرے سامنے ایک صورت میں ظاہر ہوتا تھا، کبھی میرے سامنے عاجزی کرتا کہ جو آپ کی مرضی ہو وہی کروں گا اور کبھی مجھ سے لڑتا تو خدا تعالیٰ مجھے اس پر فتح دیتا تھا۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مدتوں مدائن کے ویرانوں میں رہا اور اپنے نفس کو مجاہدات پر لگائے رکھا، ایک سال تک تو میں گری پڑی چیزیں کھایا کرتا اور پورے سال پانی نہ پیتا اور ایک سال تک گری پڑی چیزیں نہ کھاتا کبھی پانی پی لیتا اور ایک سال نہ کھاتا نہ پیتا اور نہ سوتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کرخ کے میدان میں برسوں رہا ہوں، اس میں بری بوٹی کے سوا میری اور کوئی غذا نہ تھی، مجھ کو ہر سال ایک شخص صوف (اُون) کا جبہ لا کر دیتا تھا جسے میں پہنا کرتا تھا، میں ہزار فن میں داخل ہوا یہاں تک کہ تمہاری دنیا سے مَیں نے راحت پائی اور مجھے کوئی پہچانتا نہ تھا بلکہ مجھ کو گونگا بیوقوف دیوانہ کہتے تھے، مَیں کانٹوں وغیرہ میں ننگے پاؤں پھرا کرتا تھا مجھے کوئی ایسی خوفناک شے نہ ملی کہ جس میں مَیں نہ چلا جاتا ہوں، نفس مجھ پر اپنے ارادہ میں غالب نہیں ہوا، نہ کبھی دنیا کی زینت نے مجھ کو تعجب میں ڈالا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کیا بچپن میں بھی نفس و دنیا نے کبھی آپ کو اپنی جانب متوجہ نہ کیا؟ آپ نے فرمایا: ہاں بچپن میں بھی نہیں۔

## شیطان کی شکست:

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم نے بتایا کہ مَیں ایک مرتبہ سفر پر روانہ ہوا، جہاں مجھے کچھ دیر ہوگئی، پانی نہ ملا اور اس طرح مجھے سخت پیاس لگی، میرے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا چھا گیا اور کوئی چیز ان بادلوں سے نیچے اترتی

دکھائی دی پھر مَیں نے دیکھا کہ کوئی روشنی نمودار ہو رہی ہے جس سے تمام اُفق روشن ہو گیا اور ایک شکل میرے سامنے ظاہر ہوئی جس نے بلند آواز سے کہا: عبدالقادر میں تمہارا رب ہوں میں نے تمہارے لئے تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا ہے، اب تم جو چیز چاہو کھا سکتے ہو، مَیں نے اسی وقت أعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم پڑھا اور للکارا: او لعنتی! دور ہو جا، تو وہ نور تاریکی میں تبدیل ہو گیا اور وہ صورت دھواں بن گئی اور کہنے لگی، عبدالقادر! تیرے علم نے تجھے آج بچا لیا اور مناظرہ کے فن میں تیری مہارت نے مجھے مات دے دی حالانکہ میں اب تک ستر اولیائے طریقت کو اسی طرح گمراہ کر چکا ہوں، مَیں نے کہا: مجھے میرے علم اور مناظرہ نے نہیں بلکہ میرے اللہ کے فضل نے بچا لیا، مجھ سے پوچھا گیا کہ تم نے یہ کیسے معلوم کر لیا تھا کہ یہ شیطان ہے تو مَیں نے کہا: جب اس نے مجھے یہ کہا کہ تمہارے لئے تمام حرام، حلال کر دیئے گئے ہیں۔

## آپ کے اخلاق کریمانہ:

شیخ ابو معمر مظفر منصور بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی عمدہ اخلاق والا نہیں دیکھا، مَیں نے آپ سا وسیع سینے والا، کریم النفس، مہربان دل، وعدہ کو پورا کرنے والا اور محبت کرنے والا نہ پایا، آپ باوجود عالی قدر اور وسیع علم ہونے کے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی تعظیم کرتے تھے، خود سلام میں پہل کرتے، ضعیفوں کے ساتھ بیٹھتے، فقراء کے ساتھ عاجزی و انکساری سے پیش آتے، کسی بڑے دنیا دار آدمی کے لئے کھڑے نہ ہوتے اور نہ کبھی وزیر و سلطان کے دروازے پر جاتے، مَیں ایک دن آپ کے دولت خانہ پر حاضر تھا، آپ بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے کہ چھت سے مٹی گری آپ نے تین مرتبہ اس کو جھاڑ دیا پھر چوتھی مرتبہ سر اٹھایا تو ایک چوہیا کو شرارت کرتے ہوئے پایا، آپ نے غضب سے فرمایا کہ تیرا سر اڑ جائے، آپ کے یہ فرماتے ہی اس کا جسم



ایک جانب اور سر دوسری جانب گر پڑا، آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رونے لگے، مَیں نے عرض کی کہ اے میرے آقا! آپ کیوں روتے ہیں، آپ فرمانے لگے کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے میرا دل رنجیدہ نہ ہو کہ کہیں اس کا بھی وہ حال نہ ہو جو اس چوہیا کا ہوا، جب آپ کے پاس کوئی ہدیہ آیا کرتا اسے حاضرین میں تقسیم فرما دیا کرتے، آپ تحفہ قبول فرماتے اور اس کا عوض دیا کرتے تھے۔

شیخ الاسلام عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن وقتوں میں ہم شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا کرتے تھے وہ گویا خواب سا لگتا ہے اور جب ہم جاگے ہم نے ان کو گم کر دیا، ان کے اخلاق پسندیدہ تھے، ان کے اوصاف پاکیزہ تھے، ان کی ذات بری باتوں کی انکاری تھی، آپ کا ہاتھ سخی تھا، آپ ہر رات دسترخوان کے بچھانے کا حکم دیتے، مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے، ضعیفوں کے ساتھ بیٹھا کرتے، بیماروں کی عیادت کرتے، طلب علم پر صبر کرتے، ان کا ہم نشین کبھی یہ خیال نہ کرتا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ آپ کے نزدیک مکرم ہے اور آپ کے جو اصحاب غائب ہوتے ان کی خبر گیری کرتے، ان کے حال دریافت کرتے، ان کی دوستی کی حفاظت کرتے، ان کی برائیوں کو معاف کرتے اور وہ جو قسم کھاتے ان کی تصدیق کرتے اور اپنا علم اس کے بارے میں مخفی رکھتے تھے، مَیں نے ان سے بڑھ کر کسی کو حیادار نہ دیکھا۔ مفتی عراق محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی توحیدی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اخلاق کریمانہ کے بارے میں لکھا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جلد رونے والے، بڑے خوف خدا والے، بڑی ہیبت والے، مقبول الدعا، کریم الاخلاق، خوشبودار پسینے والے، سب سے بڑھ کر فحش سے دور رہنے والے، حق کی طرف لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ہونے والے تھے اپنے نفس کے لئے غصہ نہ کرتے تھے، اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لینے والے تھے، سائل کو رد نہ کرتے تھے، توفیق آپ کی طالب تھی، تائید آپ کی مدد کرتی تھی، علم

آپ کو تہذیب دینے والا تھا، قُرب آپ کو ادب سکھانے والا تھا، حضوری آپ کا خزانہ تھی، معرفت آپ کی پناہ تھی، خطاب آپ کا مشیر تھا، گوشۂ چشم آپ کا سفیر تھا، اُنس آپ کا ہم نشین، فراخ دلی آپ کی نسیم، صدق آپ کا علم، فتح آپ کی دولت، علم آپ کی بضاعت، ذکر آپ کا وزیر، فکر آپ کا ہم کلام، مکاشفہ آپ کی غذا، مشاہدہ آپ کی شفا، آدابِ شریعت آپ کا ظاہری وصف اور حقیقت آپ کا باطن تھا۔

**محی الدین:**

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

"محی الدین" آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب خاص ہے جس کا معنی ہے "دین کو زندہ کرنے والا"۔ بلاشبہ اللہ جل شانہ کی خصوصی عنایتوں سے آپ نے امتِ مسلمہ میں پیدا شدہ بگاڑ کو سدھارا، انہیں دنیاداری سے دین داری کی طرف پھیرا، مسلمانوں کے مابین نفرت وعناد کو ختم کر کے محبت کا پرچار کیا اور دینِ متین کی تعلیمات جنہیں لوگ بھلا چکے تھے انہیں ازسرِنو لوگوں میں عام کیا اور مسلمانوں کو قیل وقال یعنی فضول کلام سے نکال کر عمل کی طرف راغب کیا جس سے دین کو تقویت حاصل ہوئی اور دین گویا کہ ازسرِنو زندہ ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ حضور آپ کو محی الدین کب سے کہا جانے لگا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں جمعہ کے دن نمازِ جمعہ کے لئے ننگے پاؤں جامع مسجد کی طرف آ رہا تھا، راستے میں مجھے ایک نحیف ونزار بوڑھا ملا جو زمین پر بیٹھا ہوا تھا، اس نے مجھے مدد کے لئے پکارا، مَیں نے اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ بوڑھا صحت مند وتوانا ہوگیا، مَیں حیران ہوا تو وہ کہنے لگا: میں تمہارے نانا جان کا دین تھا جو کمزور ہوگیا تھا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعے میری مدد کی اور مَیں پھر سے زندہ ہوگیا ہوں، پس جب میں اس سے رخصت



ہو کر جامع مسجد آیا تو چاروں طرف سے لوگ مجھے السلام علیکم یا محی الدین کہہ کر سلام کرنے لگے۔ اور میں اسی دن سے محی الدین مشہور ہوا۔

**تمام ولیوں کے سردار:**

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

اللہ تعالیٰ نے حضور پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے قرب کا وہ بلند مقام عطا فرمایا جو نہ تو آپ کے معاصرین میں سے کسی کو ملا اور نہ آپ کے بعد کسی کو ملے گا۔ ولایت میں آپ کا مقام اپنے زمانے اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام سے فائق ترین ہے، اس کی تصدیق نا صرف آپ کے زمانے اور بعد میں آنے والے اولیائے کرام نے کی بلکہ آپ سے پہلے کے اولیاء نے پیشگی اس کی بشارتیں بھی دی تھیں۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

شیخ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ اس وقت قطب کون ہے؟ تو کہا کہ وہ اس وقت مکہ میں مخفی ہے، سوائے اولیاء اللہ کے اور کوئی اس کو نہیں جانتا، البتہ قریب ہے کہ یہاں ایک جوان ظاہر ہوگا اور عراق کی طرف اشارہ کیا، وہ جوان عجمی ہوگا لوگوں کے سامنے بغداد میں کلام کریگا، اس کی کرامت کو خاص وعام پہچانیں گے، وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا اور کہے گا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور اولیائے کرام اپنی اپنی گردنیں اس کے لئے رکھ دیں گے اور اگر میں اس کے زمانے میں ہوتا تو اپنے سر کو اس کے لئے رکھتا، یہ وہ شخص ہوگا کہ جو شخص اس کی بزرگی کی تصدیق کریگا خدا اس کو نفع دیگا، اسی طرح دیگر کبار اولیائے کرام نے بھی آپ کی سرداری اور دیگر اولیائے کرام پر برتری کی گواہی دی۔

گردنیں جھک گئیں، سر بچھ گئے، دل لوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا
تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہیے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھری مجلس میں یہ بات بیان فرمائی کہ ”قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ“ (یعنی میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے) تو روئے زمین پر دور وزدیک کے تمام اولیاء نے اس خطاب کو سنا اور سن کر تسلیم کرتے ہوئے گردن جھکا لی بلکہ جس نے گردن نہ جھکائی اس کی ولایت سلب کر لی گئی، جس مجلس میں آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے اس میں شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے وہ آگے بڑھے اور اپنی گردن آپ کے قدم شریف کے تلے کر دی اور عرض کی کہ آپ کا یہ قدم میرے سر اور آنکھوں پر۔

حضرت شیخ سید ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر تجلی کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کو خلعت ملائکہ مقربین کے ہاتھ پر آئی اور اسے اولیائے کرام کی ایک عظیم جماعت کے سامنے پہنائی گئی، ان اولیائے کرام میں زندہ اولیائے کرام اپنے جسموں کے ساتھ حاضر تھے اور جو انتقال کر چکے تھے وہ اپنی ارواح کے ساتھ موجود تھے، ملائکہ اور رجال الغیب تمام اس مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا میں صف بستہ کھڑے تھے یہاں تک کہ تمام افق کو بند کر لیا تھا، زمین پر کوئی ایسا ولی اللہ نہیں رہا تھا جس نے گردن نہ جھکائی ہو،

شیخ خلیفہ اکبر رحمۃ اللہ علیہ جو بذریعہ کشف اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرتے تھے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!



شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے؟ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیخ عبد القادر نے سچ کہا ہے اور کیوں نہ کہے وہ قطب ہیں اور میں ان کا محافظ ہوں۔

## چاروں سلاسل پر آپ کا فیض:

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سے کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

طریقت کے چار سلاسل، (۱) قادریہ (۲) نقشبندیہ (۳) چشتیہ (۴) سہروردیہ ہیں اور یہ چار ہی تمام سلاسل کی اصل ہیں باقی جتنے سلاسل ہیں وہ عموماً انہیں کی شاخیں ہیں اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ وہ ذات ہیں کہ جن کا فیض طریقت کے تمام سلسلوں میں پہنچا اور ان سلاسل کے معزز و مکرم ہستیوں نے اس کا اعتراف بھی کیا، سلسلۂ چشت اہلِ بہشت کے عظیم پیشوا سلطان الہند خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین المعروف غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ آپ کی منقبت تحریر فرمائی جس کے دو اشعار درج ذیل ہیں۔

یا غوثِ معظم، نورِ ہدیٰ، مختارِ نبی، مختارِ خدا
سلطانِ دو عالم، قطبِ علی، حیراں ز جلالت ارض و سما
چوں پائے نبی شد تاجِ سرت، تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطابِ جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ و گدا

حضرت مولینا فیض احمد فیض مدظلہ العالی بحوالہ حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ”اقتباس الانوار“ تحریر فرماتے ہیں کہ ”اس فقیر کو متعدد ثقہ روایات سے

معلوم ہوا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری پیشوائے سلسلۂ چشتیہ حسبِ ارشادِ نبوی سیدنا غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرصہ فیض حاصل کرتے رہے اور آپ نے شغلِ سہ گوشی اور حرزِ سیفی بھی آنجناب سے حاصل کیا، ان ہر دو حضرات کی ملاقات اور خواجہ غریب نواز اجمیری کے غوث الاعظم سے استفاضہ کے ثبوت پر کتاب ورز المطالب مصنفہ مولینا برہان الدین خان بھی قابل دید ہے''۔ اسی طرح شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی حضور پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر بادشاہ طریق اور تمام عالمِ وجود میں صاحبِ تصرف تھے، کرامات وخوارقِ عادت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک دوامی ید طولیٰ عطا فرمایا تھا، پیرزادہ سید محمد دستگیر پاشا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''سلطان العارفین'' میں تحریر فرمایا کہ سیدنا شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے ہی پیدا ہوئے اور آپ کے یہاں ان کی تربیت بھی ہوئی اور مزید لکھا کہ ''تمہید میں سیدنا سردارِ اولیاء غوث الثقلین سے حضرت شیخ سہروردی کا تعلق بتایا گیا تا کہ یہاں واضح رہے کہ سلسلہ سہروردیہ حضرت میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قلبِ اطہر کی زندہ اور ابدی کرامت ہے۔

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا
مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا



حضرت مولینا فیض احمد فیض مدظلہ العالی اپنے رسالہ ''غوث الثقلین'' میں رقم طراز ہیں کہ شیخ عبدالحق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''خوارق الأحباب في معرفة الأقطاب'' میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت غوث الاعظم نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ ڈیڑھ سو سال بعد بخارا میں ایک درویش بہاؤالدین نام کا پیدا ہوگا جو ہم سے ایک خاص نعمت کا مستحق ہوگا، چنانچہ جب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند نے میدانِ سلوک میں قدم رکھا تو حضرت خضر کے اشارے پر حضرت غوث الاعظم کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر ''الغیاث الغیاث، یا محبوب سبحانی'' پکارتے ہوئے سو گئے اور خوب میں آں جناب رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض وبرکات سے سرفراز ہوئے، اسی طرح فضائلِ اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کے ضمن میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب کا حوالہ بھی آچکا ہے، جس میں وہ ائمۂ اہلِ بیت کرام کے بعد منصبِ قطبیتِ کبریٰ کا حضرت غوث الاعظم کی ذات گرامی سے مختص ہونا بیان کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ اس راہ میں فیوض وبرکات کا حصول اقطاب ونجباء کو جو بھی ہوں، آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے توسل سے ہوتا ہے؛ کیونکہ مرکزی حیثیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوئی، اس وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں فرمایا کہ ''اگلوں کے آفتاب غروب ہو گئے، مگر ہمارا آفتاب بلندی کے افق پر ہمیشہ چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہ ہوگا یعنی مجھ سے پہلے حضرات کے لئے دائرہ ولایت کا مرکز ہونے کا شرف وقتِ معین کے لئے تھا، مگر میرے لئے یہ مقام ابدی وسرمدی ہے۔

## آپ کی کرامات:

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامات کا باب نہایت وسیع ہے اور آپ کی کرامات ساری امت

میں مشہور و مقبول ہیں، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”جس کثرت اور صحت کے ساتھ ہم تک حضور سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ کی کرامات پہنچی ہیں کسی اور ولی کی نہیں پہنچی“، آپ کا ہر قدم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر تھا؛ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے وارث ہونے کے سبب تمام کائنات آپ کے لئے مسخر کردی گئی تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ سراپا کرامت تھے، آپ کا حکم ہر شے میں جاری تھا اور جاری رہے گا، ہر مخلوق آپ کا ادب واحترام کرتی تھی، جنات پر آپ کے نام سے لرزہ طاری ہوجاتا تھا بلکہ آج بھی آپ کے نام پاک کی برکت سے جنات کو مغلوب کیا جاتا ہے، مشکلات کو حل کیا جاتا ہے، آپ کا اسم، اسمِ اعظم کے خواص رکھتا ہے، وقت وماہ وسال آنے سے پہلے آپ سے اجازت طلب کیا کرتے تھے، آپ کی حکومت چاند، سورج اور ستاروں پر جاری تھی، آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خشک وتر، رطب ویابس پر آپ کا حکم نافذ ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ کرم سے آپ ایک نگاہ سے مُردوں کو زندہ، اور زندوں کو مُردہ کردیتے تھے، کوئی شخص کیسی ہی حاجت لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا وہ پوری ہوجاتی، کیسی ہی مشکل میں گھرا ہوتا وہ دور ہوجاتی، کیسی ہی آفت میں گرفتار ہوتا وہ ٹل جاتی تھی، آپ کی ایک نگاہ سے بیماروں کو شفا، کوڑھیوں کو صحت، نابیناؤں کو بینائی، بہروں کو سماعت، لنگڑوں کو ٹانگیں، لُنجوں کو ہاتھ، دیوانوں کو فرزانگی مل جاتی تھی، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ابو الوقت تھے کہ وقت آپ کے تابعِ فرمان کردیا گیا تھا بلکہ زمان ومکان میں جس طرح چاہتے تصرف فرماتے مخلوق کے دل آپ کی مٹھی میں تھے جب چاہتے قریب کرلیتے اور جب چاہتے دور۔ الغرض ممکنات میں سے کوئی شے آپ کے حکم سے سرتابی کی جرأت نہیں رکھتی تھی الا ماشاء اللہ اور یہ ہو بھی کس طرح سکتا تھا کہ کوئی شے آپ کے حکم سے سرتابی کرتی کہ آپ توصحیح البخاری کی اس حدیث قدسی کے مصداق ہیں کہ جس میں رب کریم نے فرمایا کہ ”میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ



پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے“ یہاں اختصار کے ساتھ چند کرامات بیان کی جاتی ہیں۔

تیری قدرت تو فطریات سے ہے
کہ قادر نام میں داخل ہے یا غوث
تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے
تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث

**مادرزاد اندھے، کوڑھی اور فالج زدہ کو شفا:**

”بہجۃ الاسرار“ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو کسی دعوت میں مدعو کیا گیا، غیب سے اجازت ملنے پر آپ اس دعوت میں تشریف لے گئے، میزبان نے دسترخوان پر انواع واقسام کے شیریں وترش کھانے چن دیئے، اس کے علاوہ ایک بڑا صندوق بھی لایا گیا جو ایک جانب رکھ دیا گیا، تب میزبان ابو غالب نے مہمانوں کو کھانے کی اجازت دی۔ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ اس وقت مراقبہ میں تھے، آپ نے کھانا نہ تناول فرمایا، نہ کسی کو کھانے کی اجازت دی اور نہ کسی اور نے کھایا، اہلِ مجلس کا یہ حال تھا کہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو الحسن قرشی اور شیخ علی بن ہیتی کو اشارہ کیا کہ وہ صندوق اٹھا لاؤ، صندوق لایا گیا وہ نہایت وزنی تھا، جب آپ کے حکم پر اس صندوق کو کھولا گیا تو اس میں میزبان ابو غالب کا لڑکا تھا جو مادرزاد اندھا اور اس کو گنٹھیا تھا نیز جذامی (کوڑھی) اور فالج زدہ تھا، سیدنا پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے کو فرمایا کہ خدا کے حکم سے تندرست ہوکر کھڑا ہوجا، ہم نے دیکھا تو وہ لڑکا اسی وقت دوڑنے لگا اور بینا ہوگیا اور اسے کسی قسم کی بیماری نہ تھی، یہ کرامت دیکھ کر مجلس میں شور پڑ گیا، شیخ رحمۃ اللہ علیہ اسی دوران محفل سے کچھ کھائے پیئے بغیر باہر نکل آئے۔

### قافلے کی غیبی مدد اور ڈاکوؤں کی ہلاکت:

ابو عمر عثمان صریفینی اور شیخ عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہما بیان کرتے ہیں کہ ہم دونوں ۳ صفر ۵۵۵ھ بروز اتوار مدرسہ میں اپنے شیخ سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر تھے، آپ کھڑے ہوئے اور کھڑاؤں پہنے ہوئے وضو کرنے لگے پھر دو رکعت نماز ادا کی، نماز کی ادائیگی کے بعد آپ بہت زور زور سے کچھ گویا ہوئے اور پھر آپ نے ایک کھڑاؤں پکڑ کر ہوا میں پھینکی تو وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئی پھر دوبارہ اسی طرح گویا ہوئے اور دوسری کھڑاؤں بھی ہوا میں پھینکی تو وہ بھی غائب ہوگئی، اس کے بعد آپ تشریف فرما ہوئے مگر کسی میں جرأت نہ ہوئی کہ کوئی آپ سے اس فعل کی حکمت دریافت کرے، تقریباً ۳۰ دن بعد بلادِ عجم سے ایک قافلہ آیا، انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس شیخ کی نذر ہے، ہم نے آپ سے اذن طلب کیا، آپ نے فرمایا کہ ان سے نذر لے لو، تب ان لوگوں نے ہمیں کئی چیزیں پیش کی جن میں شیخ کی وہ دونوں کھڑاؤں بھی تھی، ہم نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کھڑاؤں کہاں سے لی، انھوں نے کہا کہ ہم اتوار کے دن ۳ صفر کو سفر کر رہے تھے کہ اتفاقاً ہمارے سامنے عرب ڈاکوؤں کا ایک قافلہ آنکلا، ان کے دو سردار تھے، انہوں نے ہمارا مال لوٹنا شروع کیا اور بعض کو قتل کیا پھر وہ جنگل میں اتر کر مال تقسیم کرنے لگے، ہم جنگل کے ایک کنارے اترے اور ہم نے کہا کہ کاش ہم شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت یاد کرتے پھر ہم نے ان کے لئے کچھ مال نذر مانا کہ اگر ہم بچ گئے تو دیں گے پھر ہم آپ کو یاد کرنے ہی لگے تھے کہ ہم نے دو ایسی بلند آوازیں سنیں جس سے تمام جنگل بھر گیا، ہم نے ڈاکوؤں کو دیکھا کہ وہ خوف زدہ ہیں، ہم نے گمان کیا کہ شاید ان پر ڈاکوؤں کے کسی اور گروہ نے دھاوا بول دیا ہے پھر ان میں سے بعض ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ اپنا مال واپس لے لو اور دیکھو کہ ہم پر کیا آفت آئی ہے، وہ ہم کو اپنے سرداروں کے پاس لائے تو ہم نے انہیں مردہ پایا اور ہر ایک کے پاس ایک ایک کھڑاؤں



ہے جو پانی سے تر ہے، تب انہوں نے ہمارا تمام مال لوٹا دیا اور کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا واقعہ ہے۔

### بارہ (۱۲) روزہ مسافت ایک لمحہ میں طے کرنا:

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ ابتدائے کار میں میرے سامنے جو احوال آتے تھے میں انہیں حل کرنے میں بڑی جلدی کرتا تھا اور ان کے نتائج سے مجھے علم نہیں ہوتا تھا لیکن جس وقت یہ حجاب ختم ہوگئے یہ احوال آسان ہوگئے، ایک دفعہ مجھے ایک بہت دور دراز مقام پر پہنچنا تھا، میں بغداد کے ایک ویرانے میں تھا، میں نے دیکھا کہ میں ایک لمحے میں بلادِ شوستر میں پہنچ گیا ہوں حالانکہ بغداد سے شوستر کا فاصلہ بارہ روز کی مسافت ہے، مجھے اپنے کام کی بڑی فکر ہوئی مجھے سامنے ایک عورت دکھائی دی جو کہہ رہی تھی: تمھیں اس بات پر تعجب ہو رہا ہے؟ حالانکہ تم شیخ عبدالقادر ہو۔

### حضرت شیخ کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی:

شیخ ابی عبداللہ محمد بن الخضر بن عبداللہ الحسینی الموصلی سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تیرہ سال تک خدمت کرتا رہا، مجھے ایک دن بھی نظر نہیں آیا کہ آپ کے ناک یا گلے سے پانی بہہ نکلا ہو، اور میں نے اس تیرہ سالہ عرصہ میں آپ کے بدن پر مکھی بیٹھی نہیں دیکھی، اور نہ ہی آپ کو کسی دنیا دار کے استقبال میں اٹھتے دیکھا، میں نے بادشاہوں کو وہاں آتے دیکھا، وہ آپ کے سامنے نیچے چٹائی پر بیٹھتے تھے۔

### آپ کی دعا سے تقدیر بدل گئی:

مشائخ طریقت نے شیخ ابوالمسعود احمد بن ابی بکر حریمی بغدادی کی زبانی یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ابو مظفر حسن بن تمیم نامی تاجر شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا

اور کہنے لگا: یا سیدی! میں تجارت کے لئے سفر کرنا چاہتا ہوں، شیخ نے کہا: اگر تم نے اس سال سفر کیا تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال واسباب **لوٹ** لیا جائے گا، ابو المظفر بڑا افسردہ دل ہو کر مجلس سے باہر آ گیا اور حضرت **شیخ** عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی **خدمت** میں حاضر ہوا جو ان دنوں ابھی جوان تھے اور اپنا سارا واقعہ بیان کر دیا، **حضرت** نے فرمایا: تم سفر کرو، صحیح سلامت **لوٹ** آؤ گے اور میں اس بات کا ضامن ہوں، ابو المظفر سفرِ تجارت پر نکلا اور اس نے اپنا مال واسباب ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا، وہ ایک حمام میں گیا اور حمام کے طاق میں ایک ہزار دینار کی تھیلی رکھ دی اور اسے اٹھانا بھول گیا اور اس مکان میں آ گیا جہاں اس کا قیام تھا اور گہری نیند سو گیا، اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک قافلہ کے ہمراہ سفر کر رہا ہے اور راستے میں عرب قزاقوں نے اس قافلہ پر حملہ کر دیا اور قافلہ کے ہر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، ایک قزاق نے اس کی گردن بھی اڑا دی، وہ اس دہشت ناک خواب سے بیدار ہوا، اور کانپنے لگا، اسے اس خون کا اثر اپنی گردن پر محسوس ہو رہا تھا اور اسے اچانک اپنا روپیہ یاد آیا اور اٹھ کر حمام میں دوڑا دوڑا گیا، اس کے ہزار دینار وہیں پڑے ہوئے تھے، بغداد میں واپس آ کر اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بزرگوں سے ملے، چونکہ حضرت دباس رحمۃ اللہ علیہ ضعیف تھے اور جن کی بات سچی ہوئی وہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تھے لیکن وہ پہلے حضرت دباس کے پاس گیا، انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ کے محبوب ہیں، انہوں نے تمہاری نجات اور فائدے کے لئے اللہ تعالیٰ سے ستر بار سفارش کی تھی حالانکہ تمہاری تقدیر میں نقصانِ سرمایہ اور قتل لکھا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تقدیر کو بدل دیا اور صرف خواب میں اس کا منظر دکھا کر قتل سے بچا لیا اور مالی نقصان کو بھی بھول جانے پر ٹال دیا پھر وہ تاجر شیخ سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، آپ نے پوچھا کہ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے تمھیں میرے ستر بار سفارش کرنے کا واقعہ سنا دیا ہے، ابو المظفر نے کہا: ہاں، آپ نے



فرمایا: خدا کی قسم میں نے تمہاری نجات کے لئے اپنے اللہ سے بار بار ستر مرتبہ التجا کی، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس تقدیر کو بدل دیا، بیداری کی چیز کو خواب میں دکھا دیا ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ یعنی اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے، جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے، اس کے سامنے **لوح محفوظ** ہے۔

## واقعہ مرغ بریاں:

ایک دفعہ ایک عورت حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا، وہ کہنے لگی: یا حضرت! اس **بچے** کو آپ سے بڑا اُنس ہے، میں اپنے حقوق سے دست بردار ہو کر اسے آپ کی تربیت میں دیتی ہوں، آپ نے اس بچے کو قبول کرتے ہوئے اسے مجاہدہ وریاضت اور طریقِ سلف کے مطابق تربیت دینا شروع کر دی، کچھ عرصہ بعد اس کی ماں اسے ملنے آئی اور اس نے دیکھا کہ جناب **غوثِ پاک** رحمۃ اللہ علیہ ایک بھنا ہوا مرغ کھا رہے ہیں جبکہ اس کا بیٹا نہایت کمزور، نحیف ونزار ایک کونے میں بیٹھا جو کی روٹی کھا رہا تھا، اس عورت نے مرغ کی ہڈیاں دیکھتے ہوئے عرض کی: حضرت آپ تو مرغ کھاتے ہیں لیکن میرے بیٹے کو نان جویں پر گزر کرنا پڑ رہا ہے، آپ نے یہ بات سنتے ہی مرغ کی ہڈیوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ زندہ ہو گیا اور بانگ دینے لگا، پھر آپ نے فرمایا: جب تمہارا بیٹا ایسا ہو جائے گا تو جو جی چاہے کھاتا رہے۔

## جنات پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے:

شیخ عارف ابو الخیر بشیر بن محفوظ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں بغداد میں تھا، میری ایک لڑکی فاطمہ نامی چھت پر آئی اور وہاں سے غائب ہو گئی، مجھے بڑی پریشانی ہوئی، میں نے تلاش بسیار کے بعد حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں واقعہ پیش کیا، آپ نے مجھے حکم دیا کہ کرخ کے ویرانہ میں چلے جانا اور وہاں ایک ٹیلے پر بیٹھ کر اپنے گرد ایک گھیرا کھینچ

لیا اور عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا تصور کر لیا اور پھر کہنا بسم اللہ، رات کی تاریکی میں تمہارے اردگرد جنات کے لشکر آئیں گے، ان کی مختلف شکلیں ہوں گی، انھیں دیکھ کر ڈرنا نہیں، سحری کے وقت جنات کا بادشاہ تمہارے پاس حاضر ہوگا اور تمہاری حاجت کے متعلق پوچھے گا، اسے کہنا کہ مجھے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد سے بھیجا ہے، تم میری لڑکی تلاش کرو۔

مَیں اس ویرانے میں پہنچ گیا، حضرت شیخ کے بتائے ہوئے تمام طریقوں پر عمل کیا، رات کی تاریکی میں ہیبت ناک جنات کے لشکر اس گھیرے سے باہر باہر گزرتے رہے، میرا خیال ہے کہ ان کی دہشت ناک صورتیں دیکھی نہ جاتی تھیں، سحری کے وقت جنات کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اور اس کے اردگرد جنوں کا ایک ہجوم تھا، وہ دائرہ کے باہر ہی میرے سامنے کھڑا ہوگیا اور مجھ سے پوچھا کہ کیا کام ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ مجھے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے، وہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنتے ہی گھوڑے سے اتر آیا اور زمین بوس ہوا، جنوں کے تمام لشکر دائرے کے باہر بیٹھ گئے، میں نے اپنی لڑکی کے گم ہونے کا سارا قصہ سنایا، اس نے تمام جنوں کو مخاطب کر کے کہا: کوئی جانتا ہے کہ اس لڑکی کو کون لے گیا؟ جنات ایک چینی جن کو پکڑ لائے، بادشاہ نے پوچھا: تم اس لڑکی کو کیوں لے گئے تھے؟ اس نے بتایا: جب وہ قطبِ وقت یعنی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شہر میں رہتی تھی، میں اسے دیکھتے ہی اس پر عاشق ہوگیا تھا اسی لئے میں اسے لے اُڑا، بادشاہ نے حکم دیا کہ اس چینی جن کی گردن اڑا دی جائے اور لڑکی میرے حوالے کر دی، مَیں نے اس سے کہا: مَیں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانبردار آپ جیسا نہیں دیکھا، وہ کہنے لگا: خدا کی قسم، جب سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہماری طرف نگاہ کرتے ہیں تو زیرِ زمین تمام جنات کانپنے لگتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کسی قطبِ وقت کا تعین فرماتا ہے تو جن و انسان اس کے تابع کر دیئے جاتے ہیں۔



## نگاہِ جلال کے اثرات:

''زبدۃ الآثار'' میں ہے کہ جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو دنیا کے تمام اولیاء، ابدال، اور اقطاب کے احوال و اسرار سپرد کر دیئے گئے تھے، آپ کی نگاہِ جلال جب کائناتِ ارضی کے کسی گوشے پر پڑتی تو سطحِ زمین سے لیکر تحت الثریٰ تک کی تمام مخلوق لرزہ بر اندام ہو جاتی، انھیں یہ بھی امید ہوتی کہ آپ کی نگاہِ لطف سے برکات میں اضافہ ہوگا مگر یہ ڈر بھی رہتا کہ ان کے جلال سے احوال سلب نہ کر لئے جائیں، شیخ ابوالبرکات بن صخر اموی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت عبدالقادر جیلانی ہر ولی اللہ کے ظاہری و باطنی احوال پر نگاہ رکھتے ہیں، کوئی ولی اللہ اپنے ظاہری یا باطنی احوال میں آپ کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا، ایسے ولی اللہ جو بارگاہ الٰہی میں ہمکلام ہونے کے عالی مرتبہ پر فائز ہیں، وہ بھی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکتے، ان اولیائے وقت پر موت سے پہلے اور موت کے بعد آپ ہی کا تصرف رہتا ہے۔

## ولایت آپ ہی کے در سے ملتی ہے:

''زبدۃ الآثار'' میں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ ابی محمد قاسم بن عبید بصری نے بتایا کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ وہ اس وقت کے ''فرد احباب'' ہیں، اللہ تعالیٰ کبھی کسی ولی اللہ کو مرتبہ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو منظور نہ ہو، کسی مقرب ولی اللہ کو اس وقت تک بزرگی نہیں دی جا سکتی، جب تک وہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا اعتراف نہ کر لے، اللہ تعالیٰ کسی کو اس وقت تک اپنا ولی نہیں بناتا جب تک اس کے سینہ میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ادب بدرجۂ اتم موجود نہ ہو۔

## حضرت خضر علیہ السلام بھی آپ کے مداح:

”زبدۃ الآثار“ ہی میں ہے کہ شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں حضرت خضر علیہ السلام کو تین سال تک ملتا رہا، ایک روز میں نے آپ سے مشرق و مغرب کے مشائخ کے متعلق گفتگو کی اور اس سلسلہ میں سیدنا شیخ عبدالقادر کا ذکر آیا، آپ نے فرمایا: وہ صدیقوں کے امام، عارفین کے لئے محبت اور معرفت میں روح کی حیثیت رکھتے ہیں، اولیاء اللہ میں ان کی شان بڑی جادر اور باکمال ہے، اولیاء کے درمیان ایک بھی شخصیت ایسی نہیں جس کا مقام جنابِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ سے بلند ہو، میں بھی جنابِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے بلند مقام کی تصدیق کرتا ہوں، میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے اس سے زیادہ تعریف کسی ولی کے حق میں نہیں سنی۔

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کی شان:

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈور کا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹّا تیرا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ”زبدۃ الآثار“ میں رقم طراز ہیں کہ

”مشائخ کی ایک کثیر جماعت نے بیان کیا ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ضامن ہوں گے، آپ کا کوئی مرید اس وقت تک اس دنیا سے انتقال نہیں کرے گا، جب تک اس کی توبہ قبول نہ ہو جائے گی، شیخ ابو القاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اگر کوئی شخص آپ کا ذکر زبان پر لائے حالانکہ اسے نہ تو آپ سے بیعت نصیب ہوئی ہو نہ خرقۂ خلافت ملا ہو کیا وہ بھی اس زمرہ میں آئے گا؟ آپ نے فرمایا: جو شخص صرف میرے نام سے نسبت رکھے گا یا دل



میں حُسنِ اعتقاد رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا اگرچہ وہ مجھ سے کتنی ہی دور کیوں نہ ہو، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھ وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے دوستوں، محبت کرنے والوں، نام پکارنے والوں اور حُسنِ اعتقاد رکھنے والوں کو جنت میں داخل کرے گا، آپ نے مزید فرمایا: اگر میرے کسی نام لیوا کا عیب یا گناہ دیار مغرب میں ظاہر ہوگا اور میں مشرق میں ہوں گا تب بھی میں اسکی حفاظت کا ضامن ہوں گا اور اس کی عیب پوشی کروں گا، مجھے حدِ نگاہ تک وسیع نامۂ اعمال دیا گیا ہے جس پر میرے مریدوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور قیامت تک آنے والے احباب کے نام بھی درج ہیں اور مجھے بشارت دی گئی ہے کہ ان تمام لوگوں کو میری نسبت سے بخش دیا گیا ہے، مَیں نے مالک (دوزخ پر مقرر فرشتہ) علیہ السلام سے پوچھا: کیا تمہارے پاس میرے احباب میں سے کوئی شخص ہے؟ اس نے کہا: نہیں، مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مرید پر ہے اور میں اپنے مرید پر اس طرح چھایا ہوا ہوں جس طرح زمین پر آسمان کا سایہ ہے، مجھے اپنے اللہ کے جلال و عزت کی قسم میرا قدم اس وقت تک جنت کو نہیں اُٹھے گا، جب تک میں اپنے سارے مریدوں کو جنت میں داخل نہ کرا لوں۔

ترے بابا کا پھر تیرا کرم ہے
یہ منہ ورنہ کسی قابل ہے یا غوث
بھرن والے ترا جھالا تو جھالا
ترا چھینٹا مرا غاسل ہے یا غوث
ثنا مقصود ہے عرضِ غَرض کیا
غرض کا آپ تو کافل ہے یا غوث
رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا
تری رحمت اگر شامل ہے یا غوث